تدوین فتاویٰ

عہد بہ عہد

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عربی زبان ولغت کے بہت سے الفاظ اسلامی دور میں اپنے قدیم اور اصلی معنیٰ ومفہوم کے بجائے اسلامی مفہوم ومعنیٰ میں استعمال کئے جانے لگے اوران کی حیثیت اسلامی اصطلاح کی ہوگئی، صلوٰۃ، صیام، زکوٰۃ، حج وغیرہ اسی قبیل سے ہیں، اسی طرح لفظ فتی اپنے قدیم معنیٰ میں (باب سمع سے) نوجوانی، کریم النفسی اور نجابت وسخاوت کے معنیٰ میں تھا، مگر اسلام میں دینی معلومات حاصل کرنے کرانے کے لئے بولا جانے لگا استفتار سوال کرنے اور افتار جواب دینے کے لئے بطور اصطلاح کے مستعمل

قرآن کریم کی ایک آیت میں یہ دونوں الفاظ آئے ہیں۔

یَسْتَفْتُونَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ (سورہ نسار)	لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں (استفتار کرتے ہیں) آپ فرمادیں کہ اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے (فتویٰ دیتا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع بہ موقع یہ دونوں الفاظ استعمال فرمائے ہیں اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ (اپنے دل سے فتویٰ معلوم کرو) وَاِنْ اَفْتَاکَ وَاَفْتُوْکَ (اگرچہ کوئی شخص اور لوگ تم کو فتویٰ دیں) وغیرہ

دینی امور میں استفتار اور سوال کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " تم لوگ اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِی الْاَمْرِ فَلْیَسْئَلْنِیْ عَنْہُ	جب تم میں سے کوئی دینی امر میں شک کرے تو اسکے بارے میں مجھ

سے سوال کرلے۔ البتہ غیر ضروری اور بیجا سوال کرنے سے شدت سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ جنگ وجدال اور تباہی کا باعث ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الفقہار والمفتیین تھے، آپ کی ذات اقدس فقہ وفتاویٰ میں مرجع تھی، نیز خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم فتویٰ دیا کرتے تھے، ان کے علاوہ صحابہ میں جو لوگ کتاب وسنت کے ممتاز عالم تھے اور قُرّار کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے، وہ بھی بوقت ضرورت یہ خدمت انجام دیتے تھے خاص طور سے یہ سات حضرات مشہور تھے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، امام ابن قیم کا قول ہے کہ ان حضرات میں سے ہر ایک کے فتاوے علیحدہ علیحدہ ضخیم جلدوں میں جمع کئے جا سکتے ہیں۔

ان سات اہل فقہ وفتویٰ میں سے تین حضرات کے تلامذہ واصحاب نے ان کے فقہی مسلک کی نشر واشاعت کی، حضرت زید بن ثابت کے شاگردوں نے مدینہ منورہ میں، حضرت عبداللہ بن عباس کے اصحاب نے مکہ مکرمہ میں، اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ نے کوفہ میں اپنے اپنے شیخ کے فقہ وفتویٰ کو عام کیا، تفصیل کیلئے یوسف بن عبدالبر اندلسی کی کتاب جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۱ و ۶۲ - اور ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۸ تا ۲۲ ملاحظہ ہو۔

امام الفقہار والمحدثین حضرت علی بن عبداللہ مدینی متوفی ۲۳۴ھ نے اس کی تفصیل اپنی کتاب میں یوں بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلکِ فقہ وفتویٰ کے حامل تین حضرات تھے، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، اور عبداللہ ابن عباس، ان ہی تینوں حضرات کے اصحاب وتلامذہ ان کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرات اور فتویٰ پر یہ چھ حضرات عمل کرتے تھے۔ علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، مسروق بن اجدع، عبید سلمانی، حارث ابن قیس، عمرو بن شرحبیل رحمہم اللہ، اوران جملہ حضرات کے تلامذہ ابراہیم نخعی، اعمش، ابواسحاق سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان رحمہم اللہ نے اپنے اپنے شیخ کے مسلک کے

مطابق فقہ وفتویٰ کی خدمت انجام دی۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس کے مسلک پر یہ حضرات فتویٰ دیتے تھے، عطاء بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، مجاہد بن جبیر، جابر بن زید، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، ابن جریج، سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ۔

اور حضرت زید بن ثابت کے فقہی مسلک پر فتویٰ دینے والے یہ بارہ حضرات تھے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قبیصہ بن ذدیب، خارجہ بن زید بن ثابت، سلیمان بن یسار، ابان بن عثمان بن عفان، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، سالم بن عبداللہ بن عمر، ابوبکر بن عبدالرحمن، طلحہ بن عبداللہ بن عوف، نافع بن جبیر بن مطعم رحمہم اللہ، یہ سب حضرات مدینہ منورہ کے اصحاب فقہ وفتویٰ تھے، ان کے بعد امام محمد بن شہاب زہری اس مسلک کے سب سے بڑے عالم تھے ان کے بعد امام مالک اور ان کے بعد عبدالرحمان بن مہدی اس کے امین و ترجمان تھے

مذکورہ بالا فقہاء میں سے فقہائے سبعہ فتویٰ میں حجت کا درجہ رکھتے تھے اور حوادث ونوازل میں جب تک یہ حضرات متفقہ فتویٰ صادر نہیں کرتے تھے ان کے بارے میں مدینہ کے قاضی اپنا فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے، ایک شاعر نے ان کے نام یوں جمع کیے ہیں۔

اذا قیل من فی العلم سبعة ابحر

روایتهم لیست عن العلم خارجه

فقل هم عبید الله، عروة، قاسم

سعید، ابوبکر، سلیمان خارجه

مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور کوفہ کے اصحاب فقہ وفتویٰ کا یہ مختصر سا جائزہ ہے، تفصیل کے لئے امام علی مدینی کی کتاب علل الحدیث ومعرفة الرجال ص ۴۲ تا ۵۱ اور امام ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین ج ۱ ص ۹ تا ۲۴ ملاحظہ ہو۔

اسی طرح بصرہ، شام، مصر، یمن، بغداد، اور دوسرے اسلامی بلاد وامصار میں اصحاب فقہ وفتویٰ اپنے اپنے شیوخ واساتذہ کے مسلک کے مطابق کتاب

وسنت اور سنن ماضیہ کی روشنی میں فتویٰ کی خدمت انجام دیتے تھے۔

فتاویٰ کے جمع وتالیف کا سلسلہ کسی نہ کسی حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں شروع ہو گیا تھا، متعدد صحابہ نے آپ کی حیات میں احادیث کے صحیفے اور مجموعے لکھے، ان میں آپ کے احکام، اوامر، نواہی، مرضیات بھی تھے جن کو آپ نے خود بیان فرمایا۔ یا صحابہ کے سوال (استفتاء) کے جواب میں جو باتیں بیان فرمائیں وہ سب آپ کے فتاوے ہیں، بلکہ احادیث کا ذخیرہ زیادہ تر فتاویٰ نبویہ پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے قضایا وفتاوے ان کے تلامذہ و منتسبین نے اپنے صحیفوں اور مجموعوں میں درج کیے۔ جن میں احادیث رسول کے ساتھ فتاوے اور قضایا بھی تھے، اس دور تک کے نوشتوں کا یہی حال تھا، پہلی صدی کے خاتمہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز متوفی ۱۰۱ سنہ ھ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث اور سنن ماضیہ کے جمع وتدوین کی طرف خاص توجہ فرمائی اور تمام امراء و عمال کو لکھ کر اس کی تاکید کی، مدینہ منورہ کے امام محمد بن شہاب زہری متوفی ۱۲۴ سنہ ھ کو اس کا ذمہ دار مقرر کیا۔ انہوں نے بوجہ احسن یہ خدمت انجام دی، اسی لئے کہا گیا ہے کہ علم اور حدیث کو سب سے پہلے امام زہری نے مدوّن کیا ہے، اس دور کی مدونات میں احادیث رسول کے ساتھ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے فتاوے بھی درج تھے، اس طرح پہلی صدی میں احادیث وآثار، اور فتاوے غیر مرتب شکل میں جمع ہو گئے تھے۔

اس کے بعد دوسری صدی کے وسط تک عالم اسلام کے ہر مرکزی شہر میں ائمہ فقہ وفتویٰ اور محدثین نے کتابیں فقہی ترتیب پر لکھیں، مکہ مکرمہ میں ابن جریج متوفی ۱۵۰ سنہ ھ، مدینہ منورہ میں محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۱ سنہ ھ، یا امام مالک متوفی ۱۷۹ سنہ ھ بصرہ میں ربیع بن جلیح متوفی ۱۶۰ سنہ ھ، یا سعید بن ابی عروبہ متوفی ۱۵۶ سنہ ھ، یا حماد بن سلمہ متوفی ۱۰۶ سنہ ھ کوفہ میں سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ سنہ ھ، شام میں عبدالرحمن اوزاعی متوفی ۱۵۶ سنہ ھ، واسط میں ہشیم بن بشیر متوفی ۱۸۸ سنہ ھ، یمن میں معمر بن راشد متوفی ۱۵۳ سنہ ھ رے میں جریر بن عبدالحمید متوفی ۱۸۸ سنہ ھ، خراسان میں عبداللہ ابن مبارک متوفی ۱۸۱ سنہ ھ رحمہم اللہ نے اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کتابیں لکھیں، جن میں احادیث وآثار

اور صحابہ وتابعین کے قضایا وفتاوے بھی درج ھے۔

اس کے بعد تیسری صدی میں احادیث رسول اور صحابہ وتابعین کے فتاوے پر علیحدہ علیحدہ مستقل تصانیف کی ابتدا ہوئی اور فتاوے گویا فقہ کی ایک صنف کے طور پر جمع کئے گئے، ہمارے علم میں اس سلسلہ میں نہایت مفید اور ضخیم کتاب اندلس کے امام بقی بن مخلد قرطبی متوفی ۲۷۶ھ جو رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کی، احمد بن یحییٰ اضبی اندلسی نے ان کی تصانیف کے ذکر میں لکھا ہے:

ومنها مصنفة فی فتاوی الصحابة والتابعين اومَن دونهم الذی اربیٰ فیه علی مصنف ابی بکر بن ابی شیبة ومصنف عبد الرزاق ابن همام. ومصنف سعید بن منصور، وغیرها وانتظم علما عظیما۔

ان کی تصانیف میں صحابہ وتابعین وغیرہ کے فتاوے میں کتاب المصنف ہے جس میں وہ مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق ابن ہمام اور مصنف سعید بن منصور وغیرہ سے بہت آگے ہیں اور اس میں بہت زیادہ علم جمع کیا ہے۔

(بغیۃ الملتمس ص ۲۳۰ طبع میڈرڈ)

امام بقی بن مخلد کی اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور ان کے تذکرہ نگاروں نے اس کا ذکر خاص طور سے کیا ہے، شمس الدین داؤدی مصری نے لکھا ہے۔

وله تواليف فی فتاوی الصحابة والتابعين فمن دونهم اربیٰ فیه علی مصنف عبد الرزاق وابن ابی شيبة۔

صحابہ وتابعین وغیرہ کے فتاویٰ میں انکی تالیفات ہیں جن میں وہ مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ سے بہت آگے ہیں۔ (طبقات المفسرین ج ۱ ص ۱۱۷)

مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ ہمارے زمانے میں آٹھ آٹھ دس دس ضخیم جلدوں میں چھپ گئی ہیں جن میں احادیث کے ساتھ فتاوے بھی ہیں، مگر بقی بن مخلد کی کتاب ان کے مقابلہ میں صحابہ وتابعین وغیرہم کے فتاوے کا دائرۃ المعارف کا حکم رکھتی ہے، اس دور میں صحابہ وتابعین کے فتاوے دوسرے

حضرت عبد اللہ بن عباس کے فتاوے بیس جلدوں میں جمع کئے، علامہ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے۔

منهم الفقيه المحدث الشافعی محمد بن موسی بن یعقوب بن المامون مات بمصر. وله تواليف منها فقه عبد الله بن عباس رضی الله عنهما فجزّأ على ابواب الفقه فی عشرين كتابا۔

مامون کی اولاد میں شافعی فقیہ ومحدث محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن مامون ہیں، ان کا انتقال مصر میں ہوا، اور ان کی تصنیفات ہیں، ان میں سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فقہ میں کتاب ہے جس کو فقہی ابواب پر تقسیم کرکے بیس جلدوں میں لکھا ہے۔

(جمہرۃ انساب العرب ص ۲۴)

امام ابن قیم نے ابن حزم کے حوالہ سے یوں کہا ہے۔

قال وقد جمع ابوبکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المؤمنین المأمون فتیا ابن عباس رضی الله عنه فی عشرین کتابا. وابوبکر المذکور احد ائمة الاسلام فی العلم والحدیث۔

ابو بکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المومنین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی کو بیس جلدوں میں جمع کیا ہے، یہ ابوبکر علم دین اور حدیث میں ائمہ اسلام میں سے ہیں۔

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۹)

اور امام محمد بن نوح عجلی متوفی ۲۱۸ھ نے امام ابن شہاب زہری کے فتاوے فقہی ابواب پر تین ضخیم جلدوں میں مرتب کئے، ابن قیم کا بیان ہے۔

وجمع محمد بن نوح فتاويه فی ثلاثة اسفار ضخمة علی ابواب الفقه۔

محمد بن نوح نے امام زہری کے فتاوے کو تین ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے۔

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۸)

امام محمد بن نوح عجلی ناصر السنۃ خلق قرآن میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ قید کرکے خلیفہ مامون کے پاس مقام رقہ میں بھیجے گئے، مگر راستہ ہی میں ان کا

انتقال عین جوانی میں ہوگیا اور امام احمد نے ان کی تجہیز و تکفین فرمائی۔
مشہور امام لغت و ادب احمد بن فارسی متوفی سنہ ۳۹۵ھ کی تصانیف میں ایک کتاب فتاویٰ فقیہ العرب ہے، یہ معلوم نہ ہوسکا کہ فقیہ العرب کس بزرگ کا لقب ہے، فتویٰ نویسی نے اس دور میں اور اس کے بعد کافی ترقی کی، اور ائمہ فقہ و حدیث کے فتاوے ان کے تلامذہ اور منتسبین نے جمع کیے، امام احمد بن حنبل اپنے اقوال و آرار اور فتاویٰ کے لکھنے کے سخت مخالف تھے، مگر ان کے شاگرد حبیش بن سندی نے دو جلدوں میں ان کے نادر فتاوے اور مسائل جمع کیے، ابوبکر خلال (احمد بن محمد بن ہارون) متوفی سنہ ۳۲۱ھ نے پوری زندگی امام احمد کے مسلک کے جمع و ترتیب میں بسر کی، اور اپنی کتاب الجامع الکبیر میں امام صاحب کے آرار و اقوال اور فتاوے و مسائل مرتب کیے، یہ کتاب تقریباً بیس جلدوں میں تھی، اسی طرح دوسرے اہل علم اور اہل فقہ و فتویٰ کے فتاوے مدون و مرتب ہوتے رہے، حتیٰ کہ فقہار و محدثین نے اپنے فتاوے خود مرتب کیے اور اس کا رواج عام ہوا۔

امام بغوی (ابو محمد حسین بن مسعود شافعی) متوفی سنہ ۵۱۶ھ نے اپنے فتاوی خود جمع کیے، اور ان کی زندگی ہی میں قاضی حسین نے ان سے مزید فتاوے حاصل کرکے اس پر تعلیق کی، یہ کتاب اہل علم میں بہت مشہور تھی، (طبقات المفسرین ج ۱ ص ۱۵۸)
سلطان العلمار ابو محمد عزالدین بن عبدالعزیز سلمی متوفی سنہ ۶۶۰ھ نے اپنے فتاوے مرتب کیے، ان کی تصانیف میں کتاب الفتاویٰ الجموعہ اور الفتاویٰ الموصلیہ کے نام ہیں امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی متوفی سنہ ۷۵۶ھ نے دو جلدوں میں اپنے فتاوے لکھے جن میں ان کے بہت سے چھوٹے چھوٹے رسالے شامل تھے جو خاص خاص استفتار کے جواب میں لکھے گئے تھے، امام جلال الدین سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ نے الحاوی للفتاویٰ کے نام سے اپنے فتاوے کتابی شکل میں جمع کیے، ان میں بھی ان کے رسائل و کتب ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں مصر میں چھپ گئی ہے، کل صفحات ساڑھے گیارہ سو کے قریب ہیں۔
تاتاری غارت گری کے بعد علمائے اسلام نے علم دین کے احیار و تجدید کی مہم

شروع کی اور حدیث، فقہ، رجال، تاریخ، طبقات اور دوسرے علوم میں بے شمار کتابیں تصنیف کیں، اس زمانہ میں بہت سے صاحب تصانیف کثیرہ علمار و محدثین پیدا ہوئے جنھوں نے فتاوے کے جمع و تالیف کی شاندار خدمات انجام دیں، اور شام، مصر، خراسان اور ماوراء النہر کے فقہار نے خاص طور پر فقہ و فتویٰ میں کتابیں لکھیں، کتابوں کے شروح و حواشی لکھے، کشف الظنون، اور ہدیۃ العارفین وغیرہ سے ان کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے
ہندوستان میں فتاویٰ کی تدوین و تالیف کی ابتدار کب ہوئی؟ اس کی تعیین نہیں ہوسکی، یہاں کا ابتدائی چار سو سالہ اسلامی دور عرب حکمرانوں کا تھا، اور یہاں کے اہل علم کے تصنیفی و تدریسی کارناموں کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے، اس کے بعد غزنوی اور غوری دور میں علمار و مشائخ کی کثرت ہوئی اور ان کے دور میں فقہ اور معقولات کا زور رہا، ہمارے علم میں فتاویٰ نویسی کا سلسلہ خلجی دور سلطنت میں شروع ہوا، اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی متوفی سنہ ۶۹۶ھ کے دور میں دو عظیم فتاوے مدون ہوئے، ایک کتاب سلطان موصوف کے حکم سے ملا محمد عطاری نے فوائد فیروز شاہی کے نام سے فارسی زبان میں لکھی، اور دوسری کتاب مولانا عالم بن علاؤ اندرپتی دہلوی نے عربی زبان میں زاد السفر کے نام سے تصنیف کی، سلطان کی خواہش تھی کہ یہ کتاب بھی اس کے نام سے منسوب ہو۔ مگر امیر تاتار خاں سے خصوصی تعلق کی بنا پر مولانا نے اسی کے نام پر معنون کیا، اور فتاویٰ تاتارخانیہ کے نام سے مشہور ہوئی، جو فقہ حنفی کی عظیم کتاب ہے حکومت ہند کے زیر اہتمام اس کی طباعت ہو رہی تھی، اور تین ضخیم جلدیں شائع ہوئیں غالباً پوری کتاب آٹھ جلدوں میں مکمل ہوتی، اللہ تعالےٰ اس کی طباعت و اشاعت کا سامان مہیا کردے۔
اس کے بعد بہت سے فتاوے فارسی اور عربی میں لکھے گئے، مجموعہ خانی امیر الغ قتلغ بہرام خاں کے لیے مولانا کمال الدین بن عبدالکریم ناگوری نے لکھی، خزانۃ الروایات قاضی جکن گجراتی نے تصنیف کی، مفتی ابوالفتح رکن الدین بن حسام الدین ناگوری نے فتاویٰ حمادیہ کے نام سے کتاب لکھی، قاضی ضیار الدین عمر سنامی نے الفتاویٰ الضیائیہ کے نام سے اپنے فتاوے مرتب کیے، اور قاضی نظام الدین گیلانی جونپوری نے . .

سلطان ابراہیم شاہ شرقی والی جونپور کے نام سے فتاویٰ ابراہیم شاہیہ لکھی جس کو چلپی
نے کشف الظنون میں فتاویٰ قاضی خاں کے مانند کتاب کبیر من افخر الکتب لکھا ہے اور
یہ کہ مصنف نے ایک سو ساٹھ ۱۶۰ کتابوں سے اس کو جمع کیا ہے۔

ان کے علاوہ یہاں کے اصحاب فقہ و فتویٰ اور مشائخ نے بہت سی کتابیں فتاوی
پر لکھیں یہاں مثال کے طور پر چند کتابوں کی نشاندھی کردی گئی ہے، اس سلسلہ میں سب
سے عظیم خدمت سلطان محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۱۸ھ نے انجام
دی ہے۔ سلطان موصوف نے اوائل سلطنت میں مولانا نظام الدین برہان پوری
کی زیر نگرانی ان چار حنفی علماء و فقہاء کو جمع کر کے فتاوی عالمگیری کو مرتب کرایا، قاضی
محمد حسین جون پوری، شیخ حامد جونپوری، شیخ علی اکبر حسینی اسعد اللہ خاں، اور مفتی
محمد اکرم لاہوری، نیز ان علماء و فقہاء کے تعاون کے لئے تقریباً بیس اہل علم مقرر کئے
گئے، یہی فتاویٰ عالمگیری عرب ممالک اور عالم اسلام میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے
مشہور و مقبول اور متداول ہے، اور موجودہ دور میں اسلامی تحریکات و رجال کے
نزدیک اسلامی قوانین کے سلسلہ میں فتاویٰ ہندیہ کی افادیت و اہمیت بہت
بڑھ گئی ہے۔

اردو زبان میں سب سے پہلے کس نے فتاوے جمع کئے؟ اس کی تعیین
نہیں ہو سکی، گذشتہ صدی تک فارسی زبان کا عام چلن تھا، اور علماء عام طور سے
اسی زبان میں کتابیں لکھتے تھے، اردو میں مذہبی کتابیں لکھنے کا سلسلہ حضرت شاہ
عبد القادر، حضرت شاہ رفیع الدین کے ترجمۂ قرآن مجید، اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید
وغیرہ کی تصانیف سے شروع ہوا۔ اسی دور میں مولانا خرم علی بلہوری نے فقہ حنفی کی
مشہور کتاب الدر المختار کا اردو میں ترجمہ غایۃ الاوطار کے نام سے شروع کیا مگر
اس کی تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ نیز انہوں نے مشارق الانوار کا ترجمہ اور شرح
... لکھی، نصیحۃ المسلمین ان کی مشہور کتاب ہے۔

...صفحہ کا ایک رسالہ ہے، پہلا ورق غائب ہے اس لئے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔
...رسالہ ۲۳۴ر سال پہلے ۱۱۸۲ھ میں لکھا گیا ہے، جیسا کہ مصنف نے کتاب کے خاتمہ
...لکھا ہے۔

یقیں فقہ المبین کوں کری مختوم — بحق دین پناہ وآل معصوم
صد و ہشتاد دو، الف، ہجرت — بتاریخ مبارک گشت تمت
گیارہ سو برس اسی اوپر دو — سنہ ہجری سین کٹی تھی جب بنایو

...اب کے عنوانات فارسی میں ہیں۔ اور مسائل اردو نظم میں ہیں، نمونہ ملاحظہ ہو۔

در بیان فرائض غسل گوید۔

فرائض غسل کے سب تین ہیں مان — اگر باور نہیں تو دیکھ تبیان
اوّل لے موں میں پانی غرغرہ کر — پچھیں لے ناک میں پانی برادر
سیوم پانی بہانا سب بدن پر — فرائض غسل کے کر دل میں ازبر

...صنف نے اس کتاب میں اپنے زمانہ کی بدعات و خرافات کا نہایت شدت سے
...یا ہے۔ فقہ المبین کو مقبولیت حاصل ہوئی اور لوگوں نے اس کو نقل کیا، اور پڑھا
... نسخہ ۱۵ر شوال ۱۲۲۴ھ میں لکھا گیا ہے، عجیب کیا ہے کہ یہ فقہ و فتویٰ میں
...دو زبان میں پہلی کتاب ہو۔

قاضی اطہر مبارک پوری
۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ